東京外国語大学論集 第 101 号（2020）
TOKYO UNIVERSITY OF FOREIGN STUDIES, AREA AND CULTURE STUDIES 101(2020)

رزمیہ ترانے اور ان کے گایک جنگ ستمبر کے تناظر میں

Epic Songs & Their Singers in the Context of the September War

عامر علی خان
ادارہ برائے عالمی مطالعات، جامعہ ٹوکیو برائے مطالعاتِ خارجی

KHAN, Amir Ali
Institute of Global Studies, Tokyo University of Foreign Studies

1 ابتدائیہ
2 جنگ ستمبر کا منظر نامہ
3 جنگی ترانے اور ان کے گلوکاروں کا مختصر جائزہ
3.1 نورجہاں (۲۱ ستمبر ۱۹۲۶ – ۲۳دسمبر ۲۰۰۰)
3.2 مسعودرانا (۹ جون ۱۹۳۸ – ۱۴ کتوبر ۱۹۹۵)
3.3 مہدی حسن (۱۸ جولائی ۱۹۲۷ – ۱۳ جون ۲۰۱۲)
3.4 عنایت حسین بھٹی(۱۲جنوری ۱۹۲۳-۳۱مئی۱۹۹۹)
3.5 نسیم بیگم(۲۴فروری۱۹۳۶ء – ۲۹ستمبر۱۹۷۱ء)
3.6 سلیم رضا: (4مارچ،1932ء - 25نومبر،1983ء)
3.7 احمد رشدی (24اپریل،1934ء - 11 اپریل،1983ء)
3.8 آئرن پروین
3.9 تاج ملتانی (۱۹۴۴ ـ ۲۰۱۸)
3.10 نہال عبداللہ (۱۹۲۴ – ۱۹۸۳)
3.11 اخلاق احمد(۱۰،جنوری۱۹۴۶ـ۴،اگست۱۹۹۹)
3.12 نسیمہ شاہین
3.13 مالا(۹نومبر۱۹۳۹ـ۶مارچ۱۹۹۰)
3.14 عالم لوہار(یکم مارچ۱۹۲۸ـ۳جولائی۱۹۷۹)
3.15 اقبال بانو(۱۹۳۵ـ۲۱اپریل۲۰۰۹)
3.16 حبیب ولی محمد۱۶جنوری۱۹۲۱ء—وفات:۴ستمبر۲۰۱۴ء)
3.17 شہناز بیگم(۲جنوری۱۹۵۲ـ
4 کورس میں گائے گئے ترانے
4.1 یادگار رزمیہ ترانے
5 کتابیات

پاک بھارت جنگِ ستمبر ، رزمیہ شاعری ، رزمیہ گیت ، جنگی ترانے ، گلوکار
Keywords: Pakistan India September war, epic poetry, epic songs, war anthems, singers

本稿の著作権は著者が所持し、クリエイティブ・コモンズ表示4.0国際ライセンス（CC-BY）下に提供します。
https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/deed.ja

خلاصہ

بھارت سے ستمبر۱۹۶۵ء کی جنگ کا شمار پاکستان کی ادبی ،عسکری و ملی تاریخ کے سب سے اہم واقعات میں ہوتا ہے ۔ معاشرے کے تمام طبقات پر اس کے بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ اردو ادب بھی اس سے کماحقہ متاثر ہوا اور اس کے نتیجے میں اردو رزمیہ شاعری میں اہم اور قابل قدر اضافہ ہوا ۔ ادیبوں اور شاعروں نے جنگ ستمبر کے حوالے سے اردو شعر و ادب کی علمی ثروت میں بیش بہا اضافہ کیا ۔ اردو رزمیہ شاعری اور ان کے تخلیق کاروں کے بارے میں تو کافی لکھا گیا لیکن اس منظر نامے میں رزمیہ ترانوں اور ان کو جوش و جذبے سے گاکر دوام بخشنے والے گلوکاروں کے حوالے سے کوئی قابل ذکر تذکرہ یکجا نہیں کیا گیا ہے ۔ چناں چہ اس کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ادنیٰ سی علمی کاوش کی گئی ہے کہ ان تمام جنگی ترانوں اور رزمیہ گیتوں کو یکجا کر کے ایک تحریر میں سمویا جائے نیز ان کے گلوکاروں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کا مختصر تذکرہ اور جنگ ستمبر کے حوالے سے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی جائے ۔

Abstract

The September 1965 war with India is one of the most important events in Pakistan's literary, military and national history. It had a profound effect on all sections of society. Urdu literature was also affected by this event and as a result there was an important and valuable increase in Urdu epic poetry. Writers and poets have greatly enriched the intellectual wealth of Urdu poetry and literature with reference to the September War. Much has been written about Urdu epic poetry and its creators but, in this scenario, no significant memoir has been made of the epic songs and the singers who sang them with enthusiasm and perpetuated them. Therefore, in view of this shortcoming, a small academic effort has been made to combine all these war anthems and epic songs into one composition also, while paying tribute to their singers, a brief mention should be made of them and their services should be highlighted in connection with the September War.

۲۔ اے دشمن دیں تو نے کس قوم کو للکارا

۳۔ اپنی جاں نذر کروں اپنی وفا پیش کروں۔۔۔۔ قوم کے مرد مجاہد تجھے کیا پیش کروں

۴۔ ایہہ پتر ہٹاں تے نئیں وکدے

۵۔ جاگ اٹھا ہے سارا وطن

۶۔ اے راہ حق کے شہیدو، وفا کی تصویرو، وطن کی ہوائیں تمھیں سلام کہتی ہیں

۷۔ میریا ڈھول سپاہیا

۸۔ میرے نغمے تمھارے لیے ہیں

۹۔ جنگ کھیڈ نئیں ہوندی زنانیاں دی

۱۰۔ اپنی قوت اپنی جان، جاگ رہا ہے پاکستان (شاعر: محشر بدایونی، موسیقی: نتھو خان)

۱۱۔ اے وطن کے سجیلے جوانوں، میرے نغمے تمھارے لیے ہیں (شاعر: جمیل الدین عالی)

5 کتابیات:

اس مقالے کی تیاری میں زیادہ تر ذاتی معلومات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حوالہ جات کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

۱۔ قاسم محمود، سید، انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، لاہور: الفیصل پبلشرز

۲۔ عقیل عباس جعفری، پاکستان کرونیکلز، کراچی: ورثہ پبلی کیشنز ۲۰۱۸ء

۳۔ یاسر جواد، عالمی انسائیکلوپیڈیا، لاہور: الفیصل پلشرز، ۲۰۱۱ء

۴۔ روزنامہ جنگ کے مختلف تواریخ کے محفوظ شدہ شمارے

۵۔ روزنامہ ایکسپریس کے مختلف تواریخ کے محفوظ شدہ شمارے

۶۔ روزنامہ نوائے وقت کے مختلف تواریخ کے محفوظ شدہ شمارے

۷۔ روزنامہ دنیا کے مختلف تواریخ کے محفوظ شدہ شمارے

۸۔ جیو ٹی وی

۹۔ اے آر وائے نیوز چینل

۱۰۔ ایکسپریس نیوز چینل

۱۱۔ دنیا نیوز چینل

۱۲۔ ڈان نیوز چینل

۱۳۔ آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا

(13)

چمن،' اور 'آج جانے کی ضد نہ کرو،' وغیرہ شامل ہیں۔ ان کو بہادر شاہ ظفر کی غزل۔۔"لگتا نہیں ہے جی میرا اجڑے دیار میں"۔۔ گا کر بڑی شہرت ملی
ان کے گائے ہوئے رزمیہ ترانے یہ ہیں۔

۱۔ اے سپاہان وطن، حیدری شمشیر ہو تم (شاعر: ضمیر احمد جعفری)

۲۔ لہو جو سرحد پہ بہ چکا ہے (شاعر: حمایت علی شاعر)

3.17 شہناز بیگم (۲ جنوری ۱۹۵۲ء):

شہناز بیگم نے بچپن ہی سے گلوکاری شروع کر دی تھی۔ اپنی فنی زندگی کا آغاز انھوں نے محض گیارہ برس کی عمر میں پلے بیک سنگر کی حیثیت سے گا کر ا
۔ شہناز بیگم نے "سوہنی دھرتی اللہ رکھے"، "جیوے جیوے پاکستان" جیسے مقبول گیتوں کو گا کر شہرت دوام حاصل کی۔ یہی دو ملی نغمے ان کی وجہ
شہرت اور شناخت کا باعث بنے۔ ان کا گایا ہوا رزمیہ ترانہ یہ ہے۔

سبز پرچم کو بنا کر عظمت دین کا نشاں (شاعر: رئیس امروہوی، موسیقی: لال محمد)

4 کورس میں گائے گئے ترانے:

وہ جنگی ترانے جو کورس میں گائے گئے یہ ہیں؛

۱۔ مرحبا عزم و شجاعت کے علم بردارو (شاعر: عاشور کاظمی)

۲۔ زندہ ہے لاہور پائندہ ہے لاہور (شاعر: قیوم نذر)

۳۔ مشرقی پاک کے نوجوان غازیو (شاعر: جون ایلیا)

4.1 یادگار رزمیہ ترانے:

ذیل میں ان یادگار رزمیہ ترانوں کی فہرست پیش کی جا رہی ہے جو بہت زیادہ مشہور و مقبول ہوئے۔

(12)

3.14 عالم لوہار (یکم مارچ ۱۹۲۸ء۔ ۳ جولائی ۱۹۷۹ء):

عالم لوہار اپنے منفرد اور بے ساختہ انداز گائیکی کے حوالے سے مشہور تھے۔ وہ بنیادی طور پر لوک گلوکار اور موسیقار تھے۔ عالم لوہار نے چمٹے کو بطور آلہء موسیقی دنیا سے متعارف کرایا۔ جگنی کو ایسے منفرد انداز سے گایا کہ وہ ان کی وجہ ء شہرت بن گیا۔ عالم لوہار کو گانے کی صنف 'جگنی' کا موجد بھی کہا جاتا ہے۔ عالم لوہار نے 'مرزا صاحبہ، ہیر رانجھا، سسی پنوں، پرن بھگت، شاہ نامہ کربلا وغیرہ کے علاوہ عارفانہ کلام گا کر اپنی صلاحیتوں کو منوایا۔ 'ہیر وارث شاہ' کو انھوں نے تیس سے زائد مختلف انداز میں گا کر دوام بخشا۔۔ بعد از مرگ ان کو حکومت پاکستان نے تمغہ ء حسن کارکردگی سے نوازا۔ ان کا گایا ہوا جنگی ترانہ درج ذیل ہے۔

ا۔ میں ہوں مجاہد پاکستانی (شاعر: صہبا اختر، موسیقی: لال محمد)

3.15 اقبال بانو (۱۹۳۵ء۔ ۲۱ اپریل ۲۰۰۹ء):

اقبال بانو کا شمار پاکستان میں غزل گائیکی کو بامِ عروج تک پہنچانے والی شخصیات میں ہوتا ہے۔ انھوں نے آل انڈیا ریڈیو سے اپنے فن کا آغاز کیا۔ ۱۷ سال کی عمر میں اقبال بانو نے پاکستان ہجرت کی۔ اقبال بانو کی گائیکی اپنے عہد کے دوسرے گلوکاروں سے کیسے منفرد تھی، اس بارے میں آرٹس اور کلچر کے لکھاری پیرزادہ سلمان کہتے ہیں 'ان کی گائیکی بالکل منفرد تھی اور اس کے دو سبب ہیں: ایک تو ہمارے ہاں زنانہ آواز کا جو تصور ہے اقبال بانو کی آواز ویسی نہیں تھی دوسرے ان کی آواز مختلف تھی جس میں کھنک تھی اور وہ بہت ہی خوبصورت تھی۔' اردو کا معیاری تلفظ اور ادائیگی کا دہلوی انداز ان کی غزل گائیکی کی شناخت بنا۔ فیض احمد فیض کی نظم 'ہم دیکھیں گے' کو اس عمدگی سے گایا کہ اس نظم کی انقلابیت اپنے بھرپور پیغام کے ساتھ سامعین کے دلوں میں اتر جاتی ہے۔ اقبال بانو کو 17 اکتوبر 1974 کو حکومت پاکستان کی جانب سے 'تمغہ حسنِ کارکردگی' سے بھی نوازا گیا۔ اقبال بانو بنیادی طور پر غزلیں اور گیت گاتی تھیں لیکن انھوں نے درج ذیل رزمیہ ترانہ بھی بڑے جوش و جذبے سے گایا۔

ا۔ میرے وطن کے نوجوان وطن کے گیت گائے جا

3.16 حبیب ولی محمد ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء — وفات: ۴ ستمبر ۲۰۱۴ء):

حبیب ولی محمد اپنے عہد کے معروف گلوکار تھے ش۔ تقسیم ہند کے بعد حبیب ولی محمد اپنے خاندان کے ہمراہ پاکستان آ گئے، انھوں نے ریڈیو، ٹیلی ویژن اور بعد ازاں موسیقار نثار بزمی کی فلموں کے لیے گیت ریکارڈ کروائے، فنی خدمات پر حبیب ولی محمد کو نگار ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ حبیب ولی محمد نے متعدد غزلیں اور گیت گائے لیکن ان کی وجہ ء شہرت غزل گائیکی بنی۔ ان کی مشہور غزلوں میں 'یہ نہ تھی ہماری قسمت،' 'کب میرا نشیمن اہلِ

3.11 اخلاق احمد (۱۰، جنوری ۱۹۴۶۔۴، اگست ۱۹۹۹):

اخلاق احمد کی پیدائش کے حوالے سے کچھ اختلاف ہے ان کے بارے میں زیادہ تر دستاویزات و تذکروں میں تاریخ پیدائش ۱۹۴۶ ملتی ہے لیکن لندن میں واقع ان کی لوح قبر پر تاریخ پیدائش ۱۹۵۰ درج ہے۔ اخلاق احمد نے ساٹھ کی دہائی میں کراچی اسٹیج سے اپنی فنی زندگی کا آغاز کیا اور خاصی طویل جدوجہد کے بعد گلوکاری کے میدان میں اپنا لوہا منوا ہی لیا۔ 'ساون آئے ساون جائے تجھ کو پکاریں گیت ہمارے' یہ وہ گیت ہے جس نے انھیں شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ اس نغمے پر انہیں خصوصی نگار ایوارڈ سے بھی نوازا گیا انھوں نے مجموعی طور پر آٹھ نگار ایوارڈ حاصل کیے۔۔ 'سونا نہ چاندی نہ کوئی محل' ان کا گایا ہوا یہ نغمہ پاکستان کی فلمی تاریخ کا مقبول ترین نغمہ ثابت ہوا۔ ان کا گایا ہوا درج ذیل رزمیہ ترانہ بھی اپنے زمانے میں بہت مقبول ہوا۔

ا۔ ملت کا پاسبانو، اے قوم کے جوانو (شاعر: رحمن کیانی، موسیقی: کریم شہاب الدین)

3.12 نسیمہ شاہین:

نسیمہ شاہین نے زیادہ تر فلمی گیت گائے۔ ۱۳ اگست ۱۹۵۴ کو قومی ترانے کو پہلی بار جن گیارہ گلوکاروں نے مل کر گایا تھا ان میں نسیمہ شاہین بھی شامل تھیں۔ نسیمہ شاہین نے حمایت علی شاعر کا لکھا ہوا رزمیہ ترانہ 'میرے بہادر بھیا۔۔۔' بڑے جوش و جذبے سے گایا۔

ا۔ میرے بہادر بھیا، سینہ سپر رہنا (شاعر: حمایت علی شاعر، موسیقی: خلیل احمد)

3.13 مالا (۹ نومبر ۱۹۳۹۔۶ مارچ ۱۹۹۰):

پاکستان کی اس مایہ ناز گلوکارہ مالا کا اصل نام نسیم نازلی تھا۔ 'دل دیتا ہے رو رو دہائی' ان کے اس گیت نے مالا کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ اس نغمے پر مالا نے نگار ایوارڈ بھی حاصل کیا۔ ۱۹۶۵ کی جنگ کے موقعے پر انھوں نے بھی دیگر گلوکاروں کی طرح جنگی ترانے گائے۔ ان کے گائے ہوئے گیت درج ذیل ہیں۔

ا۔ اے میرے وطن کے پاسبان

۲۔ اے میرے پاک وطن تیرے جیالوں کو سلام (شاعر: صہبا اختر، گلوکارائیں: مالا، شمیم آرا)

3.9 تاج ملتانی (۱۹۴۴ ۔ ۲۰۱۸):

حکومت پاکستان نے ان کی فنی خدمات پر پرائیڈ آف پرفارمنس سے بھی نوازا۔ جنگی ترانوں کا تذکرہ مکمل نہ ہو گا اگر معروف گلوکارہ تاج ملتانی کے دو ترانوں کا ذکر نہ کیا جائے جو اس جنگ کے دوران بے حد مقبول ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک 'جاگ رہا ہے پاکستان' اور دوسرا 'جنگ کھیڈ نئیں ہوندی زنانیاں دی' جیسے لازوال رزمیہ ترانے تھے۔ ان جنگی ترانوں کے بارے میں تاج ملتانی کا کہنا تھا کہ 'میں نے بہت گایا، کافیاں، ٹھمریاں، فوک اور فلمی گیت سبھی کچھ گایا لیکن ان ترانوں کو میں اپنی زندگی کا حاصل سمجھتا ہوں۔'

۱۔ اپنی قوت اپنی جان، جاگ رہا ہے پاکستان (شاعر: محشر بدایونی، موسیقی: نتھو خان)

۲۔ جنگ کھیڈ نئیں ہوندی زنانیاں دی (شاعر: ڈاکٹر رشید انور، موسیقی: نتھو خان)

۳۔ تو حدیث زندگی کی اس طرح تفسیر کر (شاعر: طفیل ہوشیارپوری)

۴۔ ہم اپنے صف شکنوں کو سلام پیش کرتے ہیں (شاعر: جون ایلیا، گلوکار: تاج ملتانی اور نگہت سیما)

۵۔ یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے (شاعر: علامہ اقبال، موسیقی: لال محمد)

۶۔ زمانے میں صدائے نعرہ تکبیر جاگے گی (شاعر: طفیل ہوشیارپوری)

3.10 نہال عبداللہ (۱۹۲۴ – ۱۹۸۳):

نہال عبداللہ گلوکار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معروف موسیقار بھی تھے۔ پاکستان کے عالمی شہرت یافتہ گلوکار مہدی حسن ان کے بھانجے تھے۔ مہدی حسن کی تربیت میں نہال عبداللہ کا بڑا اہم کردار تھا۔ نہال عبداللہ ۱۹۴۸ میں ریڈیو پاکستان سے منسلک ہوئے۔ انھوں نے قومی ترانے کی کمپوزنگ میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ کے معرکے میں نفیس فریدی کا رزمیہ گیت 'پاکستانی بڑے لڑیا جن کی سہی نہ جائے مار' ان کی وجہ شہرت بنا۔ کراچی کے موسیقار اور گلوکار نہال عبداللہ کے یہ دو ترانے بھی بہت یادگار تھے۔

۱۔ پاکستانی بڑے لڑیا، ان کی مار سہی نہ جائے (شاعر: نفیس فریدی)

۲۔ یہ دس کروڑ انسان ملت کے نگہبان ہیں، سینوں میں گونجتا ہے ان کے خدا کا فرمان

(9)

۲۔ میدان ہے لہو لہو، فضا لالہ رنگ ہے، یہ حق کی جنگ ہے

۳۔ ناز ہے پاکستان کو تجھ پہ اے مشرق کے لال، اے شیر بنگال (یہ ترانہ ایم ایم عالم کی شان میں گایا گیا تھا)

۴۔ اے ارض وطن تیرے جوان تیرے دلاور، میدان میں نکلے ہیں باندھ کے کفن سر پر

۵۔ نصر المن اللہ فتح القریب، اپنا نگہبان ہے خدا کا حبیب

۶۔ میری سرحد کو میرا لہو چاہیے، میرے کھیتوں کو میری نمو چاہیے

۷۔ دوڑیو بابو، بھارت دیش کی ہو گئی جگ ہنسائی (شاعر: سلیم جیلانی

۸۔ ہم گھبرو پاکستان کے، ہم شیروں کے سردار، ہمیں دیکھ کر دشمن بھاگیں

۹۔ اے خدائے ذوالجلال، تیرے حکم سے تیرے شہید لازوال

۱۰۔ میدان میں نکلے شیران حیدر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

۱۱۔ آسمان ہو گا سحر نور سے آئینہ پوش اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

۱۲۔ یہ فیصلہ ہے ہمارا کہ اب سر میدان شرار قوت بجھا دیا جائے گا

۱۳۔ لاہور سر بلند ہے، لاہور زندہ باد (شاعر: جون ایلیا)

۱۴۔ سلام اے ڈھاکہ و چٹا گانگ کے نگہبانوں

3.8 آئرن پروین:

آئرن پروین کا شمار بھی ساٹھ کی دہائی کی مقبول ترین گلوکاراؤں میں ہوتا تھا۔ مضبوط اعصاب اور آہنی ارادے کی مالک تھیں اس لیے اپنا نام خود کو آئرن پروین کہلاتی تھیں۔ وہ اپنے تیکھی آواز اور منفرد انداز گایکی کے لیے معروف تھیں۔ 'تمھی ہو محبوب میرے' ان کا مقبول ترین گیت تھا۔ انھوں نے آٹھ سو سے زائد نغمات میں اپنی آواز کا جادو جگایا۔ بھی اپنے دور کی معروف فلمی گلوکارہ تھیں ان کا ذیل میں درج جنگی ترانہ بہت مقبول ہوا تھا۔

۱۔ دشمنو، تم نے کس قوم کو للکارا ہے

3.6 سلیم رضا: (4مارچ،1932ء - 25نومبر،1983ء)

سلیم رضا ایک مسیحی خاندان میں پیدا ہوئے تھے ان کا اصل نام نوئیل ڈیاس تھا۔ تقسیم ہند کے انھوں نے لاہور شہر کو اپنا مسکن بنایا اور اپنا نام تبدیل کر کے سلیم رضا رکھ لیا۔ سلیم رضا کو پاکستانی اردو فلموں کا پہلا بڑا گلوکار سمجھا جاتا ہے۔ انھوں نے بھی حسب روایت اپنی گلوکاری کا آغاز ریڈیو پاکستان سے کیا۔ یہ حقیقت بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ اردو کی معروف و مقبول نعت 'شاہ مدینہ یثرب کے والی' بھی سلیم رضا نے اپنی خوب صورت آواز میں پڑھی تھی۔ سلیم رضا کے مشہور فلمی نغمات میں یارو مجھے معاف رکھو میں نشے میں ہوں (سات لاکھ)، اے دل کسی کی یاد میں، جان بہاراں رشک چمن اور کہیں دو دل جو مل جاتے، جیسے متعدد یادگار نغمات شامل ہیں۔ پینسٹھ کی جنگ میں اس مایہ ناز فن کار نے بھی بڑے متاثر کن اور مقبول جنگی ترانے گائے تھے۔ سلیم رضا نے جو جنگی ترانے گائے دستیاب معلومات کے مطابق درج ذیل ہیں۔

۱۔ سیالکوٹ تو زندہ رہے گا (شاعر: ناصر کاظمی)

۲۔ اے ہوا کے راہیو، اے بادلوں کے ساتھیو (شاعر: محمود شام)

۳۔ طارق ایک جرنیل ہمارا، فتح کیا اسپین کو جس نے

۴۔ سلام پاک فوج کو سلام (شاعر اور موسیقار: جی اے چشتی)

۵۔ نگری داتا کی جگ جگ جی (شاعر: قیوم نذر)

3.7 احمد رشدی (24اپریل،1934ء - 11 اپریل،1983ء):

احمد رشدی اپنے عہد کے معروف گلوکار تھے اپنی گائیکی کے مخصوص انداز کی بنا پر نوجوان نسل میں بے حد مقبول تھے اور عام طور پر شوخ و چنچل گیتوں کے لیے مشہور تھے۔ انھیں جنوبی ایشیا کا پہلا پوپ سنگر بھی کہا جاتا ہے انھوں نے 1951 میں ابھارتی فلم عبرت سے اپنے فنی زندگی کا آغاز کیا۔ دیگر گلوکاروں کے ہمراہ پاکستان کا قومی ترانہ پہلی مرتبہ گانے کا اعزاز بھی انھیں حاصل ہے 'کو کو کورینا'، 'کچھ لوگ روٹھ کر بھی' اور 'میری لیلیٰ' جیسے لازوال گیتوں نے احمد رشدی کو شہرت و مقبولیت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ احمد رشدی نے اردو، گجراتی، بنگالی، بھوج پوری کے علاوہ کئی زبانوں میں گیت گائے۔ احمد رشدی بنیادی طور پر فلمی گیتوں کے لیے مشہور تھے لیکن جنگی ترانے گانے میں وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے اور ان کی دل نشیں آواز کا جادو ترانوں میں بھی سر چڑھ کر بولا۔ ان کے گائے ہوئے جنگی ترانوں کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ اپنا حامی ہے رب جلیل، حسب اللہ نعم الوکیل

پاکستان لاہور پر نشر ہونے والا سب سے پہلا رزمیہ ترانہ تھا۔ بھٹی صاحب کے گائے ہوئے ترانے کچھ اس طرح تھے (اس فہرست میں اے کی جنگ کے ترانے بھی شامل ہیں):

۱۔ اے مرد مجاہد جاگ ذرا، اب وقت شہادت ہے آیا (شاعر: طفیل ہوشیار پوری)

۲۔ زندہ دلوں کا گہوارہ ہے، سرگودھا میرا شہر۔۔۔

۳۔ ساڈے صرف بتالیاں شیر اں، پنج سو چالی مارے نیں

۴۔ دھر رگڑا ابنا دیہن دھر رگڑا، مٹ جاوے کفر دا جھگڑا، ہن دھر رگڑا

۵۔ قدم بڑھاؤ ساتھیو، قدم بڑھاؤ ساتھیو

3.5 نسیم بیگم (24 فروری 1936ء 29 – ستمبر 1971ء):

نسیم بیگم اپنے وقت کی اس قدر مقبول و معروف گلوکارہ تھیں کہ انھیں نور جہاں ثانی کہا جاتا تھا۔ انھوں نے 1960ء سے 1964ء تک مسلسل چار سال بہترین خاتون گلوکارہ کے طور پر 4 نگار ایوارڈز بھی حاصل کیے۔ سیم بیگم نے نے پچاس اور ساٹھ کے عشرے میں اپنے فلمی کیریئر میں بے شمار لازوال گیت گائے تھے۔ ان ایک گیت "دیساں دا راجہ میرے بابل دا پیارا، ویر میرا گھوڑی چڑھیا" تو اتنا مقبول ہوا کہ آج کئی دہائیاں گزرنے کے بعد بھی زبان زدعام و خاص ہے۔ نسیم بیگم کا گیت " ہم بھول گئے ہر بات" کی پسندیدگی اور مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ لتا منگیشکر نے بھی بھارتی فلم "سوتن" کے لیے یہ گانا گایا۔ نسیم بیگم کا سب سے مقبول ترین اور سدا بہار جنگی ترانہ تھا۔۔۔ "اے راہ حق کے شہیدو، وفا کی تصویرو، وطن کی ہوائیں تمھیں سلام کہتی ہیں" نسیم بیگم کے مقبول و معروف جنگی ترانے یہ ہیں:

۱۔ اے راہ حق کے شہیدو، وفا کی تصویرو، وطن کی ہوائیں تمھیں سلام کہتی ہیں

۲۔ حق کا پرچم لے کر اٹھو باطل کو مٹا دو

۳۔ اے مادر وطن اونچا ہو تیرا نام

۴۔ اپنے پرچم تلے ہر سپاہی چلے

حسن کارکردگی سے نوازا ہے۔ شہنشاہ غزل مہدی حسن بنیادی طور پر غزل گائیکی اور رومانی گیتوں کے لیے مشہور ہیں لیکن انھوں نے بھی چند بڑے ہی پُر اثر جنگی ترانے گائے ہیں جو پوری قوم کے دلوں کی آواز بن گئے تھے۔ مہدی حسن کے گائے ہوئے جنگی ترانوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔۱ پنی جاں نذر کروں اپنی وفا پیش کروں۔۔۔۔ قوم کے مرد مجاہد تجھے کیا پیش کروں

۲۔ اللہ کے وعدے پہ مجاہد کو یقیں ہے، وہ فتح مبین ہے، فتح مبین ہے، فتح مبین ہے

۳۔ اے خطہ لاہور، تیرے جان نثاروں کے سلام (شاعر: رئیس امروہوی)

۴۔ اے ارض لاہور، اے اہل لاہور، داتا کی نگری، اے شہر لاہور

۵۔ ہماری قوم کے مردان جانثار کو دیکھ

۶۔ پاک شاہین فضا کے شہریاروں کو سلام، آسمانوں پر زمین کے چاند تاروں کو سلام

۷۔ ہمارا رہبر نشان حیدر، سارے جہاں میں ہم نے وطن کا نام کیا

۸۔ جان دے کر تو نے جینے کا پیام دیا، اے میرے کم سن شہید تجھ کو ملت کا سلام

۹۔ جب تک چند لٹیرے میرے وطن کو گھیرے ہیں، اپنی جنگ رہے گی (فلم یہ امن)

3.4 عنایت حسین بھٹی (۱۲ جنوری ۱۹۲۳–۳۱ مئی ۱۹۹۹):

عنایت حسین بھٹی نے اپنی فلمی زندگی کا آغاز گلوکاری سے کیا تھا۔ ان کے گائے ہوئے گیتوں کو بہت جلد قبولیت کی سند حاصل ہوئی اور اپنے فنی کیریئر کے آغاز میں ہی ان کا شمار معروف و مقبول گلوکاروں میں ہونے لگا۔ عنایت حسین بھٹی گلوکار کے ساتھ ساتھ ادکار بھی تھے۔ انھوں نے چار سو سے زائد فلموں میں اداکاری کے جوہر دکھائے۔ عنایت حسین بھٹی نے اردو، پنجابی، سندھی، سرائیکی اور بنگالی میں 2500 سے زائد گیت گائے۔ جنگِ ستمبر 1965 کے حوالے سے عنایت حسین بھٹی کا جذبہ لائق تحسین تھا جنگ جاری تھی اور صدر ایوب نے قوم سے دفاعی فنڈ کے لئے عطیات کی اپیل کرر کھی تھی۔ اس موقعے پر بھٹی صاحب نے اپنی بیگم سے کہا کہ جو کچھ نقدی اور زیور موجود ہے وہ سب عطیہ کر دو۔ اُن کی بیگم نے کہا کہ ضرورت کے لئے کچھ رکھ لیں کیوں کہ جنگ طول پکڑ گئی تو پھر کیا ہو گا؟ اِس پر عنایت حسین بھٹّی نے یہ تاریخی جملہ کہا: ”اگر خدانخواستہ ملک ہی نہ رہا تو پھر کیا ہو گا؟“۔ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ان کا فلم ”چنگیز خان“ کے لیے گایا ہوا جنگی ترانہ ”اے مرد مجاہد جاگ ذرا، اب وقت شہادت ہے آیا“۔۔۔ ریڈیو

۴۔ یہ غازیوں کا قافلہ رواں دواں رواں رہے

۵۔ یاد کرتا ہے زمانہ انھی انسانوں کو

۶۔ کر دے گی قوم زندہ ماضی کی داستانیں

۷۔ پھر سومناتیوں نے اٹھایا ہے سر

۸۔ لہو شیدوں کا ہے رنگ لائے گا

۹۔ توحید کے متوالو، باطل کو مٹا دو

۱۰۔ حرم کی عظمتوں کے پاسبانو، خدا نگہبان ہے تمھارا

۱۱۔ تلوار اٹھائے لے مرد مجاہد

۱۲۔ میرے وطن کے غازی

۱۳۔ اساں مان وطن دا رکھنا ایں، سر لتھنا ایں دھڑ نچناں ایں

۱۴۔ مسلم کی ہے للکار اللہ اکبر، اللہ اکبر

۱۵۔ رکو نہیں، جھکو نہیں، یہ قافلے ہیں تیز تر

۱۶۔ ساتھیو مجاہدو جاگ اٹھا ہے سارا وطن

3.3 مہدی حسن (۱۸ جولائی ۱۹۲۷ - ۱۳ جون ۲۰۱۲):

مہدی حسن کا تعلق موسیقی کے کلاونت گھرانے سے تھا۔ مہدی حسن آواز اور سر کے تال میل میں ہم آہنگی کے لیے بچپن ہی سے ریاض کرتے تھے۔ آواز کے اُتار چڑھاؤ پر انھیں غیر معمولی مہارت حاصل تھی۔ معروف گلوکارہ لتا نے مہدی حسن کی گایکی سن کر یہ لازوال تبصرہ کیا تھا کہ "مہدی حسن کے گلے میں بھگوان بولتا ہے۔" مہدی حسن کے گائے ہوئے گیتوں کی تعداد ۶۶۷ ہے۔ گلوکاری کے اس بھگوان نے ۲۵ ہزار سے زائد گیتوں، نغموں اور غزلوں میں اپنی خوب صورت گایکی کے سحر سے سامعین کو مسحور کیا ہے۔ حکومت پاکستان نے ان کو تمغہ امتیاز، ہلال امتیاز اور صدارتی اعزاز برائے

۱۰۔ اے شیر دل جوانو، ہم ساتھ ہیں تمھارے

۱۱۔ جاگ اے مجاہد وطن، پھر پکارتی ہے تجھ کو زندگی

۱۲۔ میرا سوہنا شہر قصور نی، ہویا دنیا وچ مشہور نی

۱۳۔ بلے بلے نی وطناں دارا کھاے، میرا ڈھول تو پیتاں والا

۱۴۔ اے سوہنا، ساہنوں پیارانی، اے دیس دی اکھ داتارانی

۱۵۔ صورت بھی خوب ہے، سیرت بھی نیک، میرا سپاہی ہے لاکھوں میں ایک

۱۶۔ او ماہی چھیل چھبیلا، کرنیل نی، جرنیل نی، سارے جگ کولوں پیارا

۱۷۔ تیرے پیغام پر اے وطن، اے وطن ہم آ گئے ہیں

۱۸۔ جان دے کر تو نے جینے کا دیا سب کو پیام، اے میرے کمسن شہید تجھ کو سلام

۱۹۔ اے دکھڑے ہین پرانے، جو جانے سو جانے، سجناں کی پچھنااِیں

3.2 مسعود رانا (۹ جون ۱۹۳۸ – ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۵):

مسعود رانا نے اپنی گلوکاری کا آغاز 1962 میں فلم انقلاب سے کیا تھا۔ پاکستانی فلموں کے معروف گلوکار تھے ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بہ خوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے فنی کیریئر میں لگ بھگ ساڑھے پانچ سو گانے گائے۔ اپنی سریلی گائیکی کی وجہ سے انھیں پاکستان کا محمد رفیع بھی کہا جاتا ہے۔ اپنی بھرپور مردانہ آواز اور اونچے لحن میں گانے کی خوبی کی وجہ سے جنگی ترانے گانے والے سب سے موزوں ترین گلوکار تھے۔ جنگ ستمبر کے دوران مرد گلوکاروں میں سب سے زیادہ ترانے انھی کے تھے۔ جو بعد میں فلموں میں بڑی تعداد میں فلمائے گئے۔ مسعود رانا نے درج ذیل جنگی ترانے گائے۔

۱۔ زندہ باد، اے وطن کے غازیو، مجاہدو، خدا تمھارے ساتھ ہے، بڑھے چلو

3.1 نورجہاں (۲۱ ستمبر ۱۹۲۶ - ۲۳ دسمبر ۲۰۰۰) :

ملکہ ءترنم نور جہاں اپنے عہد کی بے نظیر گلوکارہ تھیں۔ پاکستانی موسیقی کی تاریخ نور جہاں کے تذکرے کے بغیر ادھوری ہے انھوں نے پاکستان کی موسیقی پر گہرے اثرات مرتسم کیے ہیں نور جہاں نے برصغیر پاک وہند کی مختلف زبانوں میں لگ بھگ دس ہزار نغمے گائے۔ حکومت پاکستان نے انھیں تمغابرائے حسن کارکردگی اور نشان امتیاز سے بھی نوازا تھا۔ انھوں نے جس جذبہ حب الوطنی اور خاص لگن سے اپنی پُرکیف و دل گداز آواز میں جو جو بے مثال جنگی ترانے گائے وہ ہماری قومی، ملی اور عسکری تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ جنگ ستمبر کے دوران اس عظیم گلوکارہ نے جس والہانہ انداز میں اپنی سریلی آواز سے قوم کے محافظوں کے حوصلے بڑھائے اور ایسے لازوال جنگی گائے تھے کہ جب بھی اس جنگ کی بات ہوگی نور جہاں کا ذکر لازمی ہوگا۔ نور جہاں اپنے عہد کی دوسری بڑی گلوکاراؤں کے مقابلے میں ایک فلمی گیت کا کئی گنا زیادہ معاوضہ لیتی تھیں لیکن نور جہاں نے قومی جذبے سے سرشار ہو کر سب ترانے بلا معاوضہ گائے اور ہمیشہ کے لیے پوری قوم کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ نور جہاں نے جتنے بھی رزمیہ ترانے گائے ان میں سے کوئی بھی فلمی ترانہ نہیں تھا۔ سب ترانے ریڈیو پاکستان میں لاہور میں ریکارڈ ہوئے تھے۔ ان لازوال جنگی ترانوں میں "اے وطن کے سجیلے جوانو"، "رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو"، "میریا ڈھول سپاہیا"، "میرا ماہی چھیل چھبیلا کرنیل نی جرنیل نی"، "میرا سوہنا شہر قصور" اور "ایہہ پتر ہٹاں تے نئیں وکدے"

خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں ان شاہکار جنگی ترانوں کی فہرست پیش کی جارہی ہے جس میں نور جہاں نے اپنی سریلی اور دل گداز آواز سے قوم کے جاں نثار فرزندوں کے شوق شہادت اور جذبہ جہاد کو مہمیز کیا۔

۱۔ میریا ڈھول سپاہیا، تینوں رب دیاں رکھاں

۲۔ اے وطن کے سجیلے جوانوں، میرے نغمے تمھارے لیے ہیں

۳۔ اے پتر ہٹاں تے نئیں وکدے، تولبھنی ایں وچ بازار کڑے

۴۔ یہ ہواؤں کے مسافر، یہ سمندروں کے راہی۔۔۔ میرے سربکف مجاہد، میرے صف شکن سپاہی

۵۔ رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو۔۔۔ یہ لہو سرخی ہے آزادی کے افسانے کی، یہ شفق رنگ لہو

۶۔ پھر شیر خدا جاگے، پھر وقت جہاد آیا

۷۔ میدان تمھارے ہاتھ رہے، اللہ کی رحمت ساتھ رہے

۸۔ امید فتح رکھو اور علم اٹھاؤ چلو۔۔۔ عمل کے ساتھ مقدر کو آزمائے چلو

۹۔ ملت کے جوانوں کو یہ پیغام سنادو، پھر خالد وطارق کی ہمیں شان دکھادو

کیااس کی نظیر ہماری قومی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ جنگ فی الواقع پوری قوم کے لئے ایک آزمائش تھی، ایک کڑاامتحان تھاجس میں پوری قوم سرخ رو ہوئی اور قوم کے اندر ایساولولہ، ایثار و قربانی کاایساجذبہ اور اتحاد و یک جہتی کی ایسی فضاپیدا ہوئی جو نہ پہلے دیکھنے میں آئی تھی اور نہ بعد میں دیکھنے کو ملی۔

ستمبر پینسٹھ کو جب پاکستانی قوم حالت جنگ میں تھی تو ایک عجیب سرشاری عالم تھا۔ پوری قوم متحد اور سیسہ پلائی دیوار کی مانند دشمن کے سامنے سینہ سپر تھی جب کہ قوم کے جری سپوت میدان جنگ میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ جہاں ان تمام شہیدوں اور غازیوں نے اپنے وطن عزیز کے دفاع میں تن من دھن کی قربانیاں دیں اور پاکستان کی ملی و عسکری تاریخ کاناقابل فراموش اور لازوال باب رقم کر دیاہے وہاں ایک اور طبقہ بھی تھا جو کسی طور پیچھے نہ رہااور جس کاذکر نہ کرنانا انصافی ہو گی۔ یہ طبقہ ملک بھر کے شاعروں، ادیبوں، موسیقاروں اور گلوکاروں پر مشتمل تھاجس نے مشکل وقت میں پاکستانی افواج کی بھرپور حوصلہ افزائی کی۔ جنگ کے اس ماحول میں جب چاروں طرف قربانیوں کی داستانیں رقم ہو رہی تھیں شاعروں، موسیقاروں اور گلوکاروں کے خون نے بھی جوش مارااور وہ ناقابل فراموش ترانے اور گیت تخلیق کیے گئے جو پوری قوم کی آواز بن گئے۔ بعض گیت اور ترانے ایسے بھی تھے جو جنگ کے بعد بھی پاکستانیوں کاخون گرماتے رہے۔

لاہور ریڈیو نے جنگ ستمبر کے دوران اگلے محاذ کا کردار ادا کیا۔ صوفی تبسم سمیت کتنے ہی اہل قلم نے لاہور ریڈیو کے کمروں میں بیٹھ کر لمحوں میں تاریخی ملی نغمے لکھے اور گھنٹوں میں ان کو ریکارڈ کر کے نشر کر دیا گیا۔ ہر شعبے خاص طور پر اناؤنسمنٹ اور موسیقی کے شعبے نے وہ کام کیا جو سنہری تاریخ کا حصہ ہے۔ موسیقی کے شعبے میں پروڈیوسر کے طور پر اہم نام اعظم خان اور تصدق علی جانی کے ہیں جب کہ قومی نغموں کی سب سے زیادہ دھنیں کالے خان نے ترتیب دیں۔ پینسٹھ کی جنگ میں ملک کے شاعروں، موسیقاروں اور گلوکاروں نے فنی محاذ پر جو جنگی ترانے تخلیق کئے وہ اب تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔

3 جنگی ترانے اور ان کے گلوکاروں کا مختصر جائزہ :

ستمبر پینسٹھ کی جنگ میں جہاں افواج پاکستان نے ناقابل تسخیر عزم و حوصلے کا مظاہرہ کیا اور اپنے خون سے قربانیوں کی لازوال داستانیں رقم کیں وہاں پاکستان کے گلوکاروں کے لیے بھی یہ جنگ کسی کڑے امتحان سے کم نہ تھی۔ اس موقعے پر فوجی جوانوں اور پاکستانی قوم کے حوصلوں کو بلند کرنے کے لیے گلوکاروں نے رات دن ایک کر کے جذبہ جہاد کو مہمیز کر دینے والے رزمیہ گیت گائے۔ جنگِ ستمبر کے دوران کئی جنگی ترانے لکھے گئے جو قوم کی رگوں میں خون بن کر دوڑتے رہے۔ پاکستانی قوم ان جنگی ترانوں کو کبھی نہیں بھولی اور سرحدوں کے باہر یا اندر جب بھی قوم پر کوئی کڑا وقت آیا، یہ ترانے پاکستان کے گلی کوچوں میں گونجنے لگتے تھے۔ زیر نظر مضمون میں انھی دلوں کو گرما دینے والے ترانوں اور ان ترانوں کو گا کر دوام بخشنے والے گلوکاروں کی خدمات اور ان کا مختصر تذکرہ مع جنگی ترانوں کے پیش کیا جارہا ہے۔

رزمیہ ترانے اور ان کے گایک جنگ ستمبر کے تناظر میں

عامر علی خان

1 ابتدائیہ:

جنگ وجدل کے اثرات بڑے گہرے ہوتے ہیں۔ نہ صرف قوموں کی مجموعی نفسیات اور تہذیب پر اس کے عمیق اثرات مرتب ہوتے ہیں بل کہ ان کا راست اور گہرا اثر ادب وشاعری پر بھی مرتسم ہوتا ہے۔ زمانہء قدیم میں جب فوجیں مدمقابل آتی تھیں تو گھمسان کا رن پڑنے سے پہلے بڑے بڑے رنگ برنگے علم برداروں کے جھرمٹ میں اپنی اپنی فوج کے سپاہیوں کے حوصلے بلند کرنے کے لیے ڈھول تاشے بجائے جاتے اور بلند آہنگ نعرے لگانے والے جوش وولولہ پیدا کرنے کے لیے فلک شگاف نعرے بلند کرتے اس گرم جوش ماحول میں سپاہی لڑنے مرنے کے لیے تیار ہوجاتے۔ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا گیا اور انسان تہذیب وتمدن سے آشنا ہوا تو اظہار جذبات کے قرینے بھی بدلنے لگے۔ جھنڈوں اور نعروں کے ساتھ جنگی ترانوں کی صورت میں رزمیہ شاعری بھی تخلیق ہونے لگی۔ دنیا کی ہر بڑی زبان کے ادب میں رزمیہ شاعری کی مثالیں موجود ہیں۔ فاوسٹ، پیراڈائزلوسٹ، ایلیڈ اور اوڈیسی، شاہنامہ فردوسی، مہابھارت ورامائن وغیرہ رزمیہ شاعری کی روشن مثالیں ہیں۔ عالمی ادب میں ہومر کی طویل اور شان دار لافانی رزمیہ نظمیں اوڈیسی اور ایلیڈ تو اب کلاسک کا درجہ رکھتی ہیں جن کے ذکر کے بغیر رزمیہ شاعری کی تاریخ ادھوری تصور کیا جائے گی۔ اسی طرح ملٹن کی جنت گم گشتہ (پیراڈائزلوسٹ) اور گوئٹے کی فاوسٹ کو عالم گیر شہرت حاصل ہے اور دنیا کی تقریباً ہر بڑی زبان میں ان کا ترجمہ بھی کیا جا چکا ہے۔ پُر شکوہ اسلوب، تخیل کی بلند پروازی، بلند آہنگ لب ولہجہ اور خیر وشر کی معرکہ آرائیوں کا پُر شکوہ بیانیہ رزمیہ شاعری کو ایسی شان وشوکت عطا کرتا ہے جو کسی بھی زبان کے ادب کے لیے فخر کا موجب بن جاتا ہے۔

2 جنگ ستمبر کا منظرنامہ:

تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں اردو رزمیہ شاعری کا محرک ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ کی دو بڑی جنگیں ثابت ہوئیں۔ شعرا نے جذبہء حب الوطنی سے سرشار ہوکر لازوال رزمیہ شاعری تخلیق کی اور گلوکاروں نے ان رزمیہ ترانوں کو جوش وجذبے سے گا کر فوج اور قوم کا حوصلہ بلند کیا۔ قوموں کی زندگی میں کٹھن لمحات آتے رہتے ہیں دراصل یہ ایک طرح کی آزمائش ہوتی ہے اور جو اقوام اس کا ڈٹ کا کر سامنا کرتی ہیں وہی تاریخ میں سرخ رو کہلاتی ہیں۔ ان کٹھن آزمائشوں کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہوتا ہے کہ مصیبت کی گھڑی میں قوم متحد ہوجاتی ہے۔ پاکستانی قوم کو بھی ستمبر ۱۹۶۵ء میں کڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا جس نے منقسم قوم کو متحد کر دیا۔ چھ ستمبر ۱۹۶۵ء پاکستان کی ملی اور عسکری تاریخ کا وہ اہم اور یادگار دن ہے جب پاکستانی فوج اور عوام نے شانہ بہ شانہ وطن عزیز کے دفاع کی جنگ کامیابی سے لڑی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ستمبر ۱۹۶۵ء کی یہ سترہ روزہ جنگ پاکستان کی بقا اور اس کے وجود کے تحفظ کی جنگ تھی جس میں ہماری مسلح افواج کے ایک ایک فرد نے جس جرات ودلیری، عزم وحوصلے، ایمان ویقین اور ایثار وقربانی کا مظاہرہ